AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

آیتِ تطہیر کی روشنی میں اہلِ بیت کا مصداق: علمائے اہلِ سنت و اہلِ تشیّع کی آراء کا تحقیقی جائزہ

The Referents of Ahl al-Bayt in Light of the Verse of Purification: A Scholarly Analytical Study of the Opinions of Sunni and Shia Scholars

Khalid Mahmood
PhD Research Scholar, Riphah International University, Islamabad

Abstract

This study critically examines the identities and scope of Ahl al-Bayt in light of the Qur'anic Verse of Purification (Āyat al-Taṭhīr, Qur'an 33:33) by analyzing major scholarly interpretations from both Sunni and Shia traditions. The research explores the linguistic, contextual, and exegetical dimensions of the verse, along with the relevant Prophetic traditions that contribute to defining the term Ahl al-Bayt. By engaging with classical and contemporary commentaries, the study highlights areas of convergence such as the significance of the Prophet's Household in Islamic piety and points of divergence, particularly regarding whether the verse primarily refers to the Prophet's wives, his immediate family (Fatimah, Ali, Hasan, and Husayn), or a broader household. The findings demonstrate that both sectarian views are rooted in interpretive methodologies shaped by hadith selection, historical contexts, and theological priorities. The research ultimately contributes to a more nuanced understanding of inter-sectarian perspectives and underscores the importance of balanced, evidence-based analysis in the study of Qur'anic terminology and Islamic intellectual history.

Key Words: *Ahl al-Bayt; Verse of Purification; Āyat al-Taṭhīr; Qur'anic Exegesis; Sunni Perspectives; Shia Perspectives; Hadith Studies; Islamic Theology; Prophetic Household; Sectarian Interpretations.*

تمہید:

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ ایمان کی تکمیل رسول اللہ ﷺ سے بے لوث محبت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ نصوص قرآن و حدیث سے یہ بات اظہر من الشمس واضح ہوتی ہے کہ آنحضرت ﷺ اہل ایمان کی محبت کا مرکز و محور ہیں۔ بلکہ ضابطہ تو یہ ہے کہ مومن کے دل میں اللہ کے رسول ﷺ کی محبت دنیا ومافیہا اور تمام لوگوں، بلکہ اس کی اپنی جان سے بھی زیادہ ہونی چاہئے۔ چونکہ یہ محبت محض ایک زبانی دعویٰ تک محدود نہیں ہے لہذا اس کے تقاضوں میں یہ بھی شامل ہے کہ نہ صرف آنحضرت ﷺ بلکہ آپ سے متعلقہ ہر شے ہر رشتے اور ناطے سب سے بھی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے محبت کی جائے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے متعلقین میں اولین درجہ بلا خلاف اہل بیت اطہار کا ہے، جن کی فضیلت اور

بزرگی مسلم ہے۔احادیث نبویہ سے یہ امر ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اہل بیت سے محبت اور ان کی پیروی گمراہی سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔خود رب کریم جل جلالہ نے اہل بیت کی پاکیزگی وطہارت اور شان وعظمت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

"اے اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کردے اور تمہیں مکمل پاک کردے"۔[1]

مذکورہ آیت میں چونکہ اہل بیت کی طہارت وپاکیزگی کا ذکر ہے لہذا اسے آیت تطہیر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اس آیت سے اہل بیت کی فضیلت وبزرگی واضح تو ہوگئی تاہم آیت میں اہل بیت کے اصل مصداق کی بابت چونکہ کوئی تصریح موجود نہیں ہے لہذا اس موضوع میں اہل علم کی متعدد آرا وارد ہوئی ہیں۔اس ضمن میں پہلا مقدمہ تو یہ ہے کہ یہ ایک مکمل آیت نہیں ہے بلکہ سورہ احزاب کی آیت نمبر ۳۳ کا ایک جزو ہے۔ لہذا اگر آیت کے اس جزو کو اس کے سیاق وسباق کے ساتھ دیکھا جائے تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیت کے آغاز میں اللہ تبارک وتعالیٰ ازواج مطہرات سے براہ راست مخاطب ہیں اور ان کو چند احکام پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرمائی جارہی ہے جیسا کہ: تقویٰ اختیار کرنا، غیر محرم سے بات کرتے ہوئے لہجہ میں نرمی نہ رکھنا، جاہلیت کی زیب وزینت سے اجتناب برتنا، نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔ان احکام کے صدور کے بعد آیت کا مذکورہ بالا جزو (جس میں اہل بیت کی پاکی کا ذکر ہے) سلسلہ کلام میں وارد ہورہا ہے۔جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ماقبل بیان کئے گئے احکام پر عمل پیرا ہونے کے نتیجے میں ان ازواج مطہرات کو طہارت وپاکیزگی حاصل ہوگی اور بظاہر منشائے خداوندی بھی یہی معلوم ہوتی ہے۔بنابریں قرآنی نظم کے اعتبار سے تو اہل بیت سے مراد ازواج مطہرات ہیں۔البتہ اس ضمن میں احادیث نبویہ ﷺ سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ نفوس اربعہ یعنی حضرت فاطمہؓ ، حضرت علیؓ، حضرات حسنین کریمینؓ بھی اہل بیت میں شامل ہیں۔چناچہ اگر قرآن وحدیث کی تصریحات وتلمیحات میں توافق پیدا کیا جائے تو معتدل رائے یہی معلوم ہوتی ہے کہ اہل بیت میں ازواج اور نفوس اربعۃ دونوں ہی کو مراد لیا جائے ۔

یہ بات یہیں تک رہتی تو قرین تقاضائے علم وخرد ہوتی تاہم وقت کے ساتھ ساتھ افراط وتفریط پر مبنی علمی مباحثوں نے اس موضوع کو ایک طویل الذیل معرکۃ الآراء اور محل نزاع مبحث بنادیا ہے۔چنانچہ اہل تشیع کی رائے میں یہ آیت نفوسِ اربعۃ یا اصحاب کساء کے ساتھ خاص ہے اور اس کا مصداق ہونے سے ازواج مطہرات خارج ہیں۔ان کے ہاں یہی آیت چند دیگر عقائد جیسے عقیدہ امامت اور عقیدہ عصمت ائمہ کا بھی متدل ہے۔اس لحاظ سے یہ ایک آیت اپنے مصداق کے اعتبار سے (باوجود بدیہی اور واضح الدلالہ ہونے کے) اہل سنت واہل تشیع کے مابین محل اختلاف بن چکی ہے۔ذیل میں ان مباحث میں سے بالخصوص اہل بیت کے درست مصداق کا علمائے اہلسنت اور اہل تشیع کی آراء کی روشنی میں توضیحی وتحقیقی جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

اہل بیت کی تعیین

آیت تطہیر میں اہل بیت کی تعیین اور مصداق میں اہل علم کے اقوال مختلف ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

قول اول:

علمائے اہل سنت کا ایک گروہ اہل بیت سے مراد صرف ازواج مطہرات ہی کو سمجھتا ہے۔اس قول کے قائلین عموماً تین دلائل پیش کرتے ہیں:

دلیل اول یہ ہے کہ لغت میں لفظ 'اہل' کا اولین اطلاق زوجہ پر ہوتا ہے۔ چنانچہ کتاب العین میں ہے کہ: اھل اي اھل الرجل زوجتہ واخص الناس والتاھل التزوج واھل البیت سکانہ ۔ "کسی آدمی کے اہل اس کی بیوی اور خاص لوگ ہوتے ہیں اور التاھل سے مراد شادی ہے اور اہل بیت سے مراد گھر کے رہائشی ہیں"۔[2]

اور اس کی تائید لسان العرب سے بھی ہوتی ہے کہ: واھل البیت سکانہ واھل الرجل اخص الناس بہ ۔ "اہل بیت اس گھر کے رہائشی ہیں اور اہل الرجل آدمی کے خاص لوگ ہوتے ہیں"۔[3]

اسی لغوی معنی کے اعتبار سے ازواج رسل وانبیا کیلئے بھی قرآن کریم میں 'اہل بیت' کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ جیسا کہ موسیٰؑ کی زوجہ کی بابت قرآن میں ہے: إِذْ قَالَ مُوسَى لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا۔ "جب موسیٰؑ نے کہا اپنی بی بی سے میں نے آگ دیکھی ہے"۔[4] اسی طرح فرشتوں نے ابراہیمؑ کی زوجہ کو مخاطب کرتے وقت بھی اہل بیت کی اصطلاح استعمال کی: قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُه عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّه حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ "فرشتے کہنے لگے کہ اے اہل بیت! تم پر اللہ کی رحمت وبرکت ہو، کیا تم اللہ کے حکم میں تعجب کرتی ہو، بے شک وہ بڑی خوبیوں اور بزرگی والا ہے"۔[5] اس دلیل کی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ آیت تطہیر میں بھی اہل بیت کا مصداق ازواج مطہرات ہی ہیں۔

اس قول کے قائلین کی دوسری دلیل حضرت ابن عباسؓ، عکرمہؒ اور مقاتلؒ کے اقوال ہیں جن کی رو سے آیت تطہیر کا اصل مصداق خاص طور پر نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں اور یہ کہ ازواج مطہرات کے علاوہ کوئی اور اہل بیت میں شامل نہیں ہے: فقال عكرمة ومقاتل وابن عباس هم زوجاته خاصة لا رجل معهن ۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ آیت تطہیر میں 'بیت' سے مراد نبی کریم ﷺ کی رہائش گاہیں ہیں۔[6] اس نسبت سے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آیت تطہیر خاص طور پر ازواج مطہرات کی منقبت وشان میں نازل ہوئی ہے۔[7]

حضرت عکرمہؒ کے متعلق تفسیر روح المعانی میں ہے کہ آپ بازار میں اعلان کیا کرتے تھے کہ آیت تطہیر ازواج مطہرات کی عظمت کے بیان میں خاص ہے، (کسی کو اگر اس میں شک ہو تو) چاہے کوئی میرے ساتھ مباہلہ کر لے: وقال عكرمة من شاء بأهلته أنها نزلت في أزواج النبي صلّى الله عليه وسلم ---وروى ابن جرير أيضا أن عكرمة كان ينادي في السوق أن قوله تعالى: إِنَّما يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ نزل في نساء النبي صلّى الله عليه وسلم۔[8]

دلیل ثالث اس قول کی یہ ہے کہ آیت تطہیر کے ماقبل ومابعد کی تمام احکام واجزا ازواج مطہرات کے ساتھ خاص ہیں لہذا آیت کے اس مخصوص جز کا خطاب بھی ازواج مطہرات سے ہی ہے۔ کیونکہ یہ بات قرین عقل وقیاس نہیں ہو سکتی کہ ایک ہی آیت کے قبل اور بعد میں مخاطب ازواج مطہرات ہوں اور درمیانی حصہ ان سے متعلق نہ ہو؟۔

اس قول پر ایک لغوی اعتراض یہ وارد ہوا ہے کہ اگر آیت تطہیر کا خطاب ازواج مطہرات سے ہے تو ضمیر جمع مذکر مخاطب 'عنکم و یطھرکم' کیونکر استعمال کی گئی جمع مونث مخاطب 'عنکن ویطھرکن' کیوں نہ استعمال کی گئی یعنی آیت: لیذھب عنکن الرجس ویطھرکن تطھیرا' ہونی چاہئے تھی۔[9] لہذا اس میں مذکر ضمائر اس امر پر دال ہیں کہ یہاں نساء النبیؐ مراد نہیں ہیں۔

اس کے جواب میں قول اول کے قائلین کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ خود نبی اکرم ﷺ بھی اس آیت کے مصداق میں شامل ہیں لہذا تغلیباً وتعظیماً مذکر کے ضمائر استعمال کیے گئے ہیں۔[10]

نیز لغت عربی میں مونث کیلئے تانیث کے بجائے مذکر صیغوں اور ضمائر کا استعمال بکثرت واقع ہوا ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ سارہؑ کو مذکر کی ضمیر سے مخاطب فرمایا: 'رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ'۔[11] اور حضرت موسیٰؑ نے اپنی زوجہ کو مذکر کے صیغے سے ہی مخاطب کیا: 'قالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ ناراً' ۔[12] لہٰذا آیت تطہیر میں مذکر ضمائر ذکر ہونے کی وجہ سے نساء النبیؐ کا اہل بیت ہونے سے انکار کرنا مناسب نہیں ہے۔[13]

امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں: لِيَدْخُلَ فِيهِ نِسَاءُ أَهْلِ بَيْتِهِ وَرِجَالِهِمْ ۔"مذکر ضمائر اس لئے لائی گئی ہیں تاکہ اہل بیت میں رسول اللہ ﷺ کی ازواج کے ساتھ ساتھ مردوں کو بھی شامل کیا جاسکے"۔[14] تفسیر کشاف میں ہے کہ 'آیت تطہیر ازواج مطہرات کے اہل بیت ہونے کی واضح دلیل ہے'۔[15]

قول دوم:

دوسرا قول یہ ہے کہ اہل بیت سے مراد نفوس اربعہ یا اصحاب کساء یعنی حضرت علیؓ، حضرت فاطمہؓ، اور ان کے دونوں بیٹے حسن و حسینؓ ہیں۔ اس کے قائلین اہل تشیع کے ساتھ ساتھ ابوسعید خدریؓ، قتادہؒ اور مجاہدؒ اور تابعین عظام کی ایک جماعت بھی ہے۔[16]

امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ آیت میں اہل البیت سے مراد رسول اللہ ﷺ، علی، فاطمہ اور حسن و حسینؓ ہی ہیں، ان کے علاوہ کوئی نہیں۔[17]

حضرت ابوسعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نزلت هذه الآية في وفي علي وحسن وحسين وفاطمة ۔ "اس آیت تطہیر کا نزول میرے، علی، فاطمہ اور حسن و حسین کے متعلق ہوا ہے"۔[18]

اس قول پر قوی دلیل حدیث کساء ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لے گئے اور آپؐ نے سیاہ اون کی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ یکے بعد دیگرے حسن و حسین، فاطمہ اور علیؓ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے ان سب کو چادر میں لے لیا اور پھر آیت تطہیر تلاوت فرمائی۔[19]

اسی طرح ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف فرما تھے۔ اتنے میں حضرت فاطمۃ الزہراءؓ خزیرہ لے کر آئیں۔ نبی کریم ﷺ نے فاطمہؓ کو خاوند اور بچوں کو بلانے کا حکم کیا۔ فاطمہؓ جب ان کو بلا کر لائیں تو سب خزیرہ کھانے میں مصروف ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی چادر اوڑھی ہوئی تھی کہ آیت تطہیر کا نزول ہوا۔ ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ اور حسن و حسینؓ کو چادر میں لے لیا اور آپؐ نے چادر سے ہاتھ نکال کر بلند کئے اور دعا میں تین مرتبہ یہ الفاظ فرمائے: «اللهم هؤلاء أهل بيتي و خاصتي فأذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا»۔"اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور خاص لوگ ہیں، ان سے رجس و نجاست کو دور فرما اور انہیں پاک فرما"۔[20]

حدیث مذکور کو حدیث کساء بھی کہا جاتا ہے۔ اس کو اہل سنت و اہل تشیع دونوں نے نقل کیا ہے۔ اسی حدیث کی بناء پر اہل تشیع کے نزدیک بھی اہل بیت کا مصداق نفوس اربعہ اطہار ہیں۔ چنانچہ اہل تشیع کی مشہور تفسیر الصافی میں امام باقر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آیت تطہیر کا نزول علی بن ابی طالب، فاطمۃ الزہراء، حسن و حسینؓ کے بارے میں ہوا ہے۔[21]

علی بن ابراہیم القمی لکھتے ہیں:نزلت هذه الآية في رسول الله صلى الله عليه وآله وعلي بن أبي طالب وفاطمة والحسن والحسين عليهم السلام ۔"یہ آیت تطہیر رسول اللہؐ، علی بن ابی طالب، فاطمہ اور حسن و حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے"۔[22]

نیز یہ نقل کرتے ہیں: قال زيد بن علي بن الحسين عليه السلام ان جهالا من الناس يزعمون إنما أراد بهذه الآية أزواج النبي ۔"زید بن علی الحسینؒ نے فرمایا ہے کہ وہ جاہل لوگ ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ اس آیت سے ازواج النبیؐ مراد ہیں"۔[23] گویا آیت تطہیر سے مراد صرف اور صرف نفوس اربعہ ہی ہیں۔

مشہور شیعہ عالم طبرسی آیت تطہیر کے نزول سے متعلق حدیث کساء کو مختلف طرق سے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:"اس سے متعلق عام و خاص طرق کثیر ہیں۔ شیعہ نے ان روایات سے آیت تطہیر کو پانچ اشخاص کے ساتھ خاص ہونے پر استدلال کیا ہے"۔[24]

تفسیر نمونہ میں اسی آیت تطہیر میں جمع مؤنث کی بجائے جمع مذکر کی ضمائر کو بطور قوی دلیل ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آیت کا مضمون سیاق و سباق سے جدا ہے اور اس بنا پر جو حضرات اسے پانچ افراد: نبی ﷺ، علی، فاطمہ اور حسن و حسینؑ کے ساتھ خاص نہیں مانتے، ان کا نظریہ درست نہیں ہے۔ اس ضمن میں روایات کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ مذکورہ آیت ان پانچ بزرگوں کے ساتھ خاص ہے۔ ازواج مطہرات اس میں داخل نہیں البتہ وہ قابل احترام ہیں۔[25]

قول سوم:

مذکورہ بالا دو اقوال دو متضاد سمتوں کی انتہاؤں پر ہیں جن پر سرسری نگاہ ڈالنے سے ہی یہ اندازہ ہوجاتا ہے کہ دونوں اقوال افراط و تفریط سے خالی نہیں ہیں۔ چنانچہ راقم کا آئندہ سطور میں بیان ہونے والے قول (قول ثالث) کو آخر میں ذکر کرنے کا بنیادی مقصد اس قول کے قائلین کے معتدل اور قرین انصاف ہونے کے سبب ہے۔

تیسرے اس قول کے قائلین کے نزدیک 'اہل بیت' کے مصداق میں عموم پایا جاتا ہے۔ چنانچہ 'اہل بیت' نبی اکرم ﷺ کی ازواج، اولاد اور قرابت داروں سب ہی کو شامل ہے۔ قرابت داروں سے مراد نبی کریم ﷺ کا خاندان بنی ہاشم ہے۔ بطور خاص بنی ہاشم کے وہ افراد جن کے لئے صدقے کا استعمال حرام قرار دیا گیا ہے۔ بنو ہاشم کی مزید تفصیل یہ ہیکہ آنحضرت ﷺ کے جد مکرم ہاشم کے سلسلہ نسب سے بتدریج عبد المطلب اور ان کی اولاد میں عباس، جعفر، عقیل اور علیؓ اور ان کی اولاد شامل ہیں۔ چونکہ صدقہ آل عباس، آل جعفر، آل عقیل اور آل علیؓ پر حرام کیا گیا تھا لہذا اس تعریف کی رو سے یہ سب اہل بیت نبی میں شامل ہوئے۔

امام قرطبیؒ 'اہل بیت' کے مفہوم میں عموم کے معنی کو ترجیح دیتے ہیں: 'والذي يظهر من الآية انها عامة في جميع اهل البيت من الازواج و غيرهم'۔"آیت سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے کہ آیت ازواج رسول ﷺ اور ان کے دیگر اہل بیت کو شامل ہے"۔[26]

علامہ ابن کثیر آیت تطہیر کی ذیل میں لکھتے ہیں: 'یہ بات صحیح ہے کہ آیت کا سبب نزول ازواج رسول ﷺ کو قرار دیا جائے البتہ آیت سے (اہل بیت کے مفہوم میں) صرف ازواج مطہرات کو ہی مراد لیا جانا محل نظر ہے۔ اس لئے کہ بہت سی روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ آیت کی مراد میں عموم کا عنصر پایا گیا ہے۔[27]

تفسیر البحر المحیط میں ہے کہ زید بن ارقم اور ثعلبیؒ فرماتے ہیں کہ اہل بیت بنوہاشم ہیں جن پر صدقہ حرام کیا گیا تھا۔ وہ آل عباس، آل علی، آل عقیل اور آل جعفر ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اہل بیت نبی کریم ﷺ کی ازواج اور اہل ہیں۔ ازواج النبی ﷺ اہل بیت سے خارج نہیں ہیں بلکہ ازواج مطہرات نبی کریم ﷺ کے گھر کے ساتھ ملازمت کی وجہ سے اہل بیت ہونے کی زیادہ مستحق ہیں۔[28]

امام رازیؒ نے تفسیر مفاتیح الغیب میں بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہے: 'وَالْأَوْلَى أَنْ يُقَالَ هُمْ أَوْلَادُهُ وَأَزْوَاجُهُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ مِنْهُمْ وَعَلِيٌّ مِنْهُمْ لِأَنَّهُ كَانَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ بِسَبَبِ مُعَاشَرَتِهِ بِبِنْتِ النَّبِيِّ عليه السلام وملازمته للنبي'۔[29]

اہل تشیع کے مشہور عالم شیخ صدوق نے صراحۃً لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت دوسرے قبائل کے علاوہ صرف بنی ہاشم ہیں۔[30]

اہل بیت کے مصداق سے متعلق قول مذکور کے قائلین کی قوی دلیل وہ تمام روایات ہیں جن میں اہل کساء کے علاوہ ازواج مطہرات اور بنی ہاشم کے لئے اہل بیت کی اصطلاح کو استعمال کیا گیا ہے۔ بطور مثال ایک مرتبہ حصین رضی اللہ عنہ نے زید رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ رسول اللہ ﷺ سے سماعت کی ہوئی کچھ احادیث سنادیں۔ زید رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میں بڑھاپے کی وجہ سے کچھ احادیث بھول گیا ہوں البتہ جو میں بیان کرتا ہوں لے لو اور جو بیان نہ کرسکوں اس کی مجھے تکلیف نہ دو۔ پھر زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مقام خم پر خطاب کیا اور رب تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا: لوگو! میں بھی ایک بشر ہوں، لگتا ہے کہ جلد ہی میرے پاس ملک الموت پیغام اجل لے آئے اور میں اس پر رضامند ہوں، میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں: اول کتاب اللہ کہ اس میں ہدایت ونور ہے، اسے مضبوطی سے تھامے رکھو پھر آپؐ نے کتاب اللہ کی اتباع پر ابھارا۔ پھر فرمایا دوم میرے اہل بیت ہیں۔ اور تین مرتبہ فرمایا کہ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔ حصین رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ کون سے لوگ آپؐ کے اہل بیت ہیں؟ کیا رسول اللہؐ کی ازواج اہل بیت (میں شامل) ہیں؟ زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ نبی کی ازواج بھی 'اہل بیت' ہیں۔ (اور) نبیؐ کے بعد جن لوگوں پر صدقہ حرام کیا گیا، وہ (بھی) اہل بیت ہیں۔ حصین رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ صدقہ کن پر حرام ہے؟ زید رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ آپؐ کی بیویاں بھی اہل بیت میں سے ہیں لیکن اہل بیت وہ ہیں جن کے لئے صدقہ حرام ہے۔ پھر حصین رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ صدقہ کن لوگوں کے لئے حرام کیا گیا ہے؟ زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: وہ عباس، علی، جعفر اور عقیل رضی اللہ عنہم کی آل ہے۔ حصین رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں!۔[31]

تقابلی وتطبیقی جائزہ:

اہل بیت کے مصداق کی تعیین میں مذکورہ تین اقوال میں سے قول اول اور قول ثانی مرجوح ہیں کیونکہ قول اول کے مطابق صرف ازواج مطہرات ہی نبی کریم ﷺ کے اہل بیت ہیں۔ یہ بات تو درست ہے کہ آیت تطہیر کا سببِ نزول ازواج مطہرات ہیں لیکن اگر صرف ازواج کو ہی اہل بیت کا مصداق ٹھہرایا جائے تو اس سے ان تمام روایات جن میں واضح طور پر ازواج النبی ﷺ کے غیر کو بھی شامل کیا گیا ہے (جیسے حدیث کساء میں نفوس اربعہ کو اہل بیت کہہ کر ان کے لئے دعا بھی کی گئی ہے) ان کا ترک لازم آتا ہے۔ اور اگر قول ثانی کے مطابق صرف اہل کساء کو ہی اہل بیت کا مصداق ٹھہرایا جائے تو اس میں دو بنیادی نقص لازم آتے ہیں:

اولاً: قرآن وسنت میں تناقض، اس لئے کہ آیت تطہیر کا سیاق وسباق اور ظاہر کلام ازواج کے اہل بیت ہونے پر جب کہ حدیث کساء نفوس اربعہ کے اہل بیت ہونے پر مصرح ہے۔

ثانیاً: ان تمام روایات کا ترک لازم آتا ہے جن میں رسول اکرم ﷺ کا اپنی بیویوں کو اہل بیت کہہ کر مخاطب کرنا ثابت ہے مثلاً نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب بنت جحشؓ سے شادی کی اور دعوت ولیمہ کے بعد عائشہؓ کے گھر تشریف لے گئے، گھر میں عائشہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ»۔ اے اہل بیت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت عائشہؓ نے بھی سلام کا جواب دیا۔ پھر یکے بعد دیگرے تمام ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے گئے اور سب کو اسی طرح سلام کیا جیسے عائشہؓ کو کیا۔[32]

لہٰذا اقوال مذکورہ میں سے قول ثالث (یعنی اہل بیت کے مفہوم کو عام قرار دیا جائے) کو اولیٰ اور راجح قرار دیا جائے تو یہ اولویت وترجیح بوجوہ درست معلوم ہوتے ہیں۔ وجوہ ترجیح درج ذیل ہیں:

(1) اس قول میں قرآن وسنت میں باہم توافق پایا جاتا ہے اور دونوں مصادر میں تناقض لازم نہیں آتا۔

(2) یہ قول مبنی بر اعتدال اور قرین علم وقیاس ہے بلخصوص یہ کہ قول ثالث میں قول اول اور دوم میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔

(3) اس سے کسی روایت کا ترک لازم نہیں آتا مثلاً وہ روایات جن سے بنو ہاشم کا اہل بیت ہونا ثابت ہے جیسا کہ عبد المطلب بن ربیعہؓ اور فضل بن حارثؓ نے نبی دوعالم ﷺ سے عاملین زکوۃ بننے کی درخواست کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان الصدقة لاينبغي لآل محمد۔ "صدقہ آل محمدؐ کے لئے جائز نہیں"۔[33] اور ایک روایت میں ہے رسول اللہؐ اپنے چچا حضرت عباسؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ان کو اور ان کی اولاد کو چادر میں ڈھانپا اور دعا فرمائی: 'يارب هذا عمي وصنوابي وهولاء اهل بيتي فاسترهم من النار كستري اياهم بملاءتي هذا'۔ "یارب! یہ میرے چچا ہیں اور میرے والد کی طرح ہیں اور یہ سب میرے اہل بیت ہیں۔ تو آگ سے ان کی ایسی ستر پوشی فرما جیسا کہ میں نے چادر سے ان کی ستر پوشی کی"۔[34]

نیز قول اول اور قول دوم میں ایسی تطبیق بھی ممکن ہے جس سے نہ تو قرآن وسنت کے مابین کوئی تناقض لازم آئے گا اور نہ ہی کسی روایت کا ترک لازم آئے گا۔ بایں طور کہ آیت تطہیر کو نفوس اربعہ میں محصور نہ کیا جائے کیونکہ آیت تطہیر میں مذکر ضمائر اس بات پر دال ہیں کہ اہل بیت میں ازواج مطہرات کے علاوہ رجال بھی شامل ہیں۔[35]

دوسرا صرف مذکر ضمائر کی وجہ سے ازواج مطہرات کو آیت کے مصداق سے خارج کرنا اور معنی حصر مراد لینا بھی درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ قرآن وسنت میں کئی مقامات پر عورتوں کے لئے بھی مذکر کی ضمائر استعمال کی گئی ہیں جیسا کہ ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کی زوجہ کے لئے مذکر کی ضمائر استعمال ہوئی ہیں۔

نیز کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں اہل بیت سے متعلق نصوص کا استقصا کیا جائے تو اہل بیت سے تین اقسام کے بیت اور افراد مراد ہوتے ہیں:

(1) بیت نسب یعنی نسب سے متعلق افراد

(2) بیت سکنی یعنی گھر میں رہائشی افراد

(3) بیت ولادت یعنی جن کی ولادت گھر میں ہوئی یعنی اولاد وذریت

اس تقسیم سے آیت تطہیر اور دیگر روایات میں تعارض اور اشکال وارد نہیں ہوتا اور تطبیق ہو جاتی ہے۔ وہ اس طرح کہ آیت تطہیر میں اہل بیت سکنی یعنی ازواج کا ذکر ہے، حدیث کساء میں ایک بیت ولادت کا ذکر ہے اور حدیث زیدؓ وغیرہ میں بیت نسب یعنی عباس، علی، جعفر اور عقیلؓ کا ذکر ہے۔ جیسا کہ علامہ آلوسیؒ نے اپنی تفسیر میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔[36]

اور تفسیر بیان القرآن میں اس کی کلی تصریح یوں کی گئی ہے:

"آیت تطہیر اور حدیث کساء کا مصداق و مفہوم ایک نہیں ہے۔ آیت تطہیر میں ایک بیت کا معنی عام ہے۔ جس کی ایک قسم یعنی بیت ولادت یعنی عترت ہے اور دوسری قسم بیت سکنی یعنی ازواج مطہرات ہیں۔ حدیث کساء میں ایک بیت ولادت کا بیان ہے اور آیت تطہیر میں اہل بیت سکنی کا بیان ہے۔ اہل بیت سکنی کا مفہوم اور مدلول واضح تھا جس پر آیت کا سباق و سیاق دال ہے جب کہ اہل بیت ولادت مخفی تھے، اس لئے حدیث کساء میں ان کو ظاہر کیا کہ یہ بھی میرے اہل بیت ہیں---- اسی طرح حدیث زیدؓ میں اہل بیت کی تیسری قسم یعنی اہل بیت نسب یعنی عباس، علی، جعفر اور عقیلؓ کی آل کو بیان کیا ہے ۔ یہی اہل بیت نسب جن پر صدقہ حرام کیا گیا ہے"۔[37]

جس طرح رسول اللہ ﷺ کی حدیث کساء کی بناء پر اہل کساء پر اہل بیت کا اطلاق کیا جاتا ہے اسی طرح وہ روایات جن میں ازواج مطہرات اور بنو ہاشم کو اہل بیت کہا گیا ہے، کی بناء پر ازواج مطہرات اور بنی ہاشم کو اہل بیت میں شامل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

نتائج تحقیق:

(1) بعض علمائے اہل سنت کے نزدیک زواج مطہرات اہل بیت میں شامل نہیں جب کہ تمام اہل تشیع کے نزدیک ازواج رسولؐ اہل بیت میں شامل نہیں ہیں۔

(2) جمہور اہل سنت کے نزدیک رسول اللہؐ کی ازواج اور اولاد اور اولاد بنی ہاشم اہل بیت کا مصداق ہیں جبکہ بعض اہل سنت کے نزدیک صرف اہل کساء ہی اہل بیت کا مصداق ہیں۔

(3) بعض اہل تشیع بنی ہاشم کو اہل بیت میں شامل کرتے ہیں جب کہ بعض اس کے قائل نہیں۔

(4) اہل بیت کے مصداق اور تعیین میں علمائے عظام کی آراء میں اولیٰ اور راجح قول کے مطابق نبی دوعالمؐ کی ازواج، اولاد اور اولاد بنی ہاشم یعنی آل عباس، آل عقیل، آل جعفر اور آل علی رضی اللہ عنہم سب اہل بیت میں شامل ہیں۔

(5) اگر صرف اہل کساء یعنی نفوس اربعہ کو ہی اہل بیت کہا جائے تو قرآن کے سیاق وسباق اور لغت کے خلاف ایک تخصیصی معنی مراد لینا پڑتا ہے۔

(6) اگر صرف اہل کساء کو اہل بیت قرار دیا جائے تو حدیث کساء اور دیگر روایات جن میں ازواج مطہرات اور بنی ہاشم کو اہل بیت کہا گیا ہے، میں تعارض واقع ہوتا ہے۔

(7) نبی دوعالمؐ کی ازواج، اولاد اور بنی ہاشم کو اہل بیت قرار دینا اعتدال پر مبنی ہے اور اس سے قرآن اور تمام روایات میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے اور کسی روایت کا ترک یا تناقض بھی لازم نہیں آتا۔

حوالہ جات

1 سورۃ الاحزاب:۳۳

2 الفراہیدی، الخلیل بن احمد، کتاب العین، مکتبۃ الھلال، ج:۴، ص:۸۹

3 لسان العرب، ج:۱۱، ص:۲۸

4 سورۃ النمل:۷

5 سورۃ ہود:۷۳

6 ابن عطیہ، عبدالحق بن غالب، المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۲ھ، ج:۴، ص:۳۸۴

7 ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار طیبہ للنشر والتوزیع، ۱۴۲۰ھ، ج:۶، ص:۴۱۰

8 آلوسی، محمود بن عبداللہ، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ، ج:۱۱، ص:۱۹۴

9 القمی، علی بن ابراہیم، ابوالحسن، التفسیر، ج:۲، ص:۲۶

10 ابن الجوزی، عبدالرحمن بن علی، زاد المسیر فی علم التفسیر، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۲۲ھ، ج:۳، ص:۴۶۲

11 سورۃ ھود:۷۳

12 سورۃ النمل:۷

13 آلوسی، روح المعانی، سورۃ الاحزاب:۳۳، ج:۱۱، ص:۱۹۴

14 الرازی، محمد بن عمر، ابوعبداللہ، مفاتیح الغیب، سورۃ الاحزاب:۳۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۰ھ، ج:۲۵، ص:۱۶۸

15 الزمخشری جاراللہ، محمود بن عمرو، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ھ، ج:۳، ص:۵۳۸

16 المظہری، محمد ثناء اللہ، التفسیر المظہری، مکتبۃ الرشیدیہ، الباکستان، ۱۴۱۲ھ، ج:۷، ص:۳۴۰

17 الطحاوی، احمد بن محمد، ابوجعفر، شرح مشکل الآثار، مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۵ھ، ج:۲، ص:۲۴۴

18 الثعلبی، حمد بن محمد، الکشف والبیان عن تفسیر القرآن (تفسیر ثعلبی)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۲ھ، ج:۸، ص:۴۲

19 النیساپوری، مسلم بن الحجاج، الصحیح، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج:۴، ص:۱۸۸۳، الرقم:۲۴۲۴

20 ابن حنبل، احمد بن محمد المسند، مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۲۱ھ، ج:۴۴، ص:۱۱۸، الرقم:۲۶۵۰۸

21 فیض کاشانی، ملا محسن، تفسیر الصافی، مکتبۃ الصدر، تہران، ۱۴۱۶ھ، ج:۵، ص:۱۹۴

22 القمی، علی بن ابراہیم، ابوالحسن، التفسیر، ج:۲، ص:۲۶

23 القمی، علی بن ابراہیم، ابوالحسن، التفسیر، ج:۲، ص:۲۶

24 طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، انتشارات ناصر خسرو، تہران، ۱۳۷۲ھ، ج:۸، ص:۵۶۰

25 ناصر مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ (اردو)، مترجم: سید صفدر حسین نجفی، مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور، ۱۴۱۷ھ، ج:۷، ص:۶۲۸

26 القرطبی، محمد بن احمد، ابوعبداللہ، الجامع لاحکام القرآن (تفسیر قرطبی)، دار الکتب المصریہ، ۱۳۸۴ھ، ج:۱۴، ص:۱۸۳

27 ابن کثیر، التفسیر، ج:۶، ص:۴۱۱

28 الاندلسی، محمد بن یوسف، ابوحیان، البحر المحیط فی التفسیر، دار الفکر، بیروت، ۱۴۲۰ھ، ج:۸، ص:۴۷۹

29 الرازی، مفاتیح الغیب، سورۃ الاحزاب:۳۳، ج:۲۵، ص:۱۶۸

30 ابن بابویہ، محمد بن علی، کمال الدین وتمام النعمۃ، اسلامیہ، تہران، ۱۳۹۵ھ، ج:۱، ص:۲۴۲

31 مسلم بن الحجاج، الصحیح، ج:۴، ص:۱۸۷۳، الرقم:۲۴۰۸

32 بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ، ج:۶، ص:۱۱۹، الرقم:۴۷۹۳

33 مسلم بن الحجاج، الصحیح، ج:۲، ص:۷۵۲، الرقم:۱۰۷۲

34 الطبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، دار طوق النجاۃ، الطبعۃ الثانیۃ، ج:۱۹، ص:۲۶۳

35 محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، ۱۴۳۹ھ، ج:۷، ص:۱۴۰

36 آلوسی، روح المعانی، ج:۱۱، ص:۱۹۵

37 تھانوی، اشرف علی، بیان القرآن، تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص:۸۲۵